Tarseel, Vol.18(ISSN: 0975-6655)

A Peer Reviewed Research Journal of Urdu

Listed in UGC-CARE

Center for Distance and Online Education

University of Kashmir

حروف تہجی۔ایک جائزہ

ڈاکٹر فیض قاضی آبادی

تلخیص

انسان اپنے جذبات،احساسات،خیالات اور محسوسات وتجربات کو دوسروں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔یہ عمل اسے ذہنی وجسمانی طور پر تروتازگی بخشتا ہے۔یہ سلسلہ ابتدا سے ہی قائم ودائم ہے اور تا قیام قیامت برقرار رہے گی۔ترسیل وابلاغ کا یہ نظام اگرچہ کئی ایک طریقوں سے ممکن ہے لیکن سب سے مؤثر اور کامیاب ذریعہ بہرحال زبان کو ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔زبان کا اپنا ایک نظام ہے جو اپنے اصول وضوابط رکھتا ہے۔زبان کی کئی صورتیں ہیں اور ان صورتوں میں ایک اہم اور مقبولِ عام صورت ''تحریری زبان'' کی ہے۔اس تحقیقی مضمون میں بالخصوص تحریری زبان سے متعلق بعض بنیادی لوازمات کو زیر بحث لانا مقصود رہے گا۔اردو حروف تہجی کا تعارف،تاریخی پس منظر،اور اقسام وغیرہ جیسے پہلوؤں کو استدلالی انداز میں سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی۔یہ تحقیقی مضمون اردو حروف تہجی کے اسرار ورموز کو سمجھنے میں بلاشبہ ایک اہم اضافہ ثابت ہوگا۔

کلیدی الفاظ

حروف تہجی، املا، اصطلاحات، واو معروف، واو مجہول، ترسیل، ابلاغ، تقریری زبان، اشاراتی زبان

ابتدائے آفرینش سے ہی انسان نے اپنے مافی الضمیر کو دوسروں تک پہچانے کے لئے زبان کا استعمال کیا ہے۔ یہ صرف آوازوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک نظام ہے جس کے اپنے کچھ اصول وضوابط ہیں۔ زبان کو عام طور پر تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1)۔اشاروں کی زبان (۲)۔آوازوں کی زبان اور (۳)۔علامتوں کی زبان

ماہرین کا خیال ہے کہ اشاروں کی زبان تقریری اور تحریری زبان سے تقریباً دس لاکھ برس قدیم ہے۔لیکن آج تقریری اور تحریری زبان کا ہی عام طور پر چلن ہے۔

تحریری زبان کی بنیاد حروف ہیں اور یہی حروف جب آپس میں جوڑ کھاتے ہیں تو الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر ہی جملے بنتے ہیں۔حروف کی تعریف کرتے ہوئے مولوی عبدالحق رقمطراز ہیں:

''سادہ آوازوں کو تحریری علامات میں لانے کا نام حرف ہے۔''[۱]

حروف تہجی کی ایجاد کیسے ہوئی اس سلسلے میں کئی کہانیاں گھڑی گئی ہیں منجملہ ایک یہ ہے کہ:

ہر زبان کے اپنے بنیادی حروف کی تعداد مقرر ہے۔ مثلاً عربی زبان کے حروف کی تعداد ۲۸ ہے۔انگریزی ۲۶، فارسی ۳۲، لیکن اردو واحد ایسی زبان ہے جس کے حروف تہجی کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مولوی نذیر احمد کے نزدیک حروف تہجی کی تعداد انتالیس (۳۹) ہے۔انشاءاللہ خان انشاء کے نزدیک پچاسی ہے۔ چنانچہ انشاءاللہ انشاء فرماتے ہیں۔''چونکہ اُردو کئی زبانوں کا عطر ہے اس لئے اس کے حروف تہجی کی تعداد زیادہ ہے فصحا اور محققوں کے نزدیک یہ تعداد پچاسی (۸۵) ہے''[۲] سلیم عبداللہ کے نزدیک چھیالیس (۴۶) ہے۔[۳]

زبیدہ حبیب کے نزدیک پچاس (۵۰) ہیں چنانچہ فرماتی ہیں:

''کسی بھی زبان کی بنیاد اس کے حروف ہیں۔ اُردو زبان کے بھی اپنے حروف ہین جو تعداد میں

پچاس ہیں (۳۵ بنیادی اور ۱۵ ہکاری حروف)''۴

مولوی عبدالحق نے اُردو حروف تہجی کی تعداد پچاس بتائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اس حساب سے اُردو زبان میں کل حروف تہجی پچاس ہوتے ہیں''۵

فدا علی خان صاحب نے پینتیس (۳۵) بتائے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

''اردو میں کل حروف پینتیس (۳۵) ہیں''۶

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن اور ڈاکٹر عبدالحق کے نزدیک چھتیس (۳۶) ہیں۔۷

درسی کتابوں میں بھی اس طرح کا اختلاف دیکھنے میں ملتا ہے۔ نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) نے ''ابتدائی اُردو'' کے نام سے پہلی جماعت کے لئے جو اُردو کی درسی کتاب فروری ۲۰۰۶ء میں شائع کی ہے اس کے سبق نمبر چوبیس پر حروف تہجی کی تعداد چھتیس دے دی گئی ہے۔

کہ عبد ضخم بن ارم بن سام بن نوح اور اس کی قوم نے سب سے پہلے عربی میں تحریر کا استعمال کیا اور ان حروف کو گڑھا۔ پروفیسر فدا علی خان اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

''تمام سامی قوموں میں ابتداء اہرام مصری کے کتبوں کی طرح چیزوں کی تصویروں سے تحریر کا کام لیا جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے یہ تصویریں بگڑ بگڑ کے موجودہ حرفوں کینڈے (نمونہ) پر آگئیں اور جن آوازوں سے چیزوں کا نام شروع ہوتا تھا ان کو بتانے لگیں۔ مثلاً ''ب'' بیت یعنی گھر کی ج جمل یعنی اونٹ کی س سِن یعنی دانت کی ع عین یعنی آنکھ کی اور ن نون یعنی مچھلی کی شکلیں رکھتے تھے۔ ہوتے ہوتے بگڑ بگڑا کے موجودہ صورتیں اختیار کر لیں اور ان چیزوں کے ناموں کے شروع میں جو آوازیں تھیں اُن کی علامات ہو گئیں''۸

ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ مشہور ماہر لسانیات ہیں۔ انہوں نے چھتیس (۳۶) حروف کی فہرست پیش کی ہے۔۹

حروف کی تقسیم کئی اعتبار سے کی جاتی ہے۔ مثلاً (۱) بلحاظ حرکات (۲) بلحاظ نقاط (۳) شمسی وقمری کے لحاظ سے (۴) بلحاظ مخارج وغیرہ

حروف کی تقسیم بلحاظ حرکات:۔حرکات کے لحاظ سے حروف کی دو قسمیں ہیں (۱)متحرک (۲)ساکن

جس حرف پر زبر، زیر یا پیش میں سے کوئی حرکت ہو اُس کو متحرک کہتے ہیں اور جس پر کوئی حرکت نہ ہو اس کو ساکن یا مجزوم کہتے ہیں۔ایک سے زیادہ ساکن ملے ہوئے ہوں تو دوسرے ساکن کو ''موقوف'' کہتے ہیں۔جیسے ''حور'' اس لفظ میں ''ح'' متحرک۔ ''و'' ساکن اور ''ر'' موقوف ہے۔متحرک کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

(۱)۔جس حرف پر پیش ہو اُس مضموم یا مرفوع کہتے ہیں۔

(۲)۔جس حرف پر زبر ہو اُس کو منصوب یا مفتوح کہتے ہیں۔

(۳)۔جس حرف کے نیچے زیر ہو اُس کو مکسور یا مجرور کہتے ہیں۔

بلحاظ نقاط:۔نقطوں کے اعتبار سے حرفوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔منقوطہ (۲)غیر منقوطہ

منقوطہ:۔وہ حروف کہلاتے ہیں جن کے اوپر، نیچے یا درمیان میں نقطے ہوں۔تعداد کے لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)موحدہ۔ایک نقطے والے جیسے۔ب۔ن۔ج۔وغیرہ

(۲)مثناۃ۔دو نقطے والے جیسے۔ت۔ق۔وغیرہ

(۳)۔ثلاثہ:۔تین نقطے والے جیسے۔ث۔پ۔وغیرہ۔

موقع کے لحاظ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔فوقانی:۔جس کے اوپر ایک یا ایک سے زیادہ نقطے ہوں مثلاً۔ت۔ث۔ف۔وغیرہ

(۲)تحتانی:۔جس کے نیچے ایک یا اس سے زائد نقطے ہوں مثلاً۔ب۔پ۔وغیرہ۔

جن حرفوں کے نقطے پیٹ میں ہوتے ہیں اُن کے فوقانی یا تحتانی ہونے کا فیصلہ اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی ابتدائی و وسطی صورتوں میں نقطے اوپر لکھے جائیں تو فوقانی ہیں جیسے ''ن'' اور نیچے لکھے جائیں تو تحتانی جیسے ''ج''

بلحاظ شمسی و قمری:۔شمسی وہ حرف کہلاتے ہیں جن کے آگے ''ال'' کا چراغ نہیں جلتا اور اپنے بعد آنے والے حرف کو مشدد بنا دیتا ہے۔حروف شمسی کی تعداد چودہ ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔ت۔ث۔د۔ذ۔ر۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ط۔ظ۔ل۔

ن۔قمری وہ حروف کہلاتے ہیں جن کے سامنے'ال' آتا ہے اور''ل'' کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے۔حروفِ قمری کی تعداد بھی چودہ ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ب۔ج۔ح۔خ۔ع۔غ۔ف۔ق۔ک۔م۔و۔ہ۔ی

بلحاظ مخارج۔مختلف حرفوں کی آوازیں مُنہ کے مختلف حصوں کی حرکت کرنے سے ادا ہو جاتی ہیں۔اس لئے جن حرفوں کی آوازیں منہ کے جس حصے سے نکلتی ہیں وہ اس حصے کی طرف منسوب کر دیے جاتے ہیں۔فدا علی خان صاحب مرحوم نے مخارج حروف پانچ بتائے ہیں یعنیٰ حلق، تالو، لسان، دانت اور ہونٹ۔

(۱)۔ا۔ہ۔ع۔ج۔غ۔خ۔ق۔(حلق)

(۲)۔ک۔گ۔ج۔چ۔ش۔ی۔ز۔ض۔ظ۔ذ۔(تالو)

(۳)۔ٹ۔ڑ۔ژ۔ر۔ڈ۔(لسان)

(۴)۔ت۔د۔ن۔ل۔س۔ث۔ص۔ط۔(دانت)

(۵)۔پ۔ب۔ف۔م۔و (ہونٹ)

موصوف مرحوم کی تحقیق سر آنکھوں پر لیکن مخارج میں بہت اختلاف ہے۔[۱۰] (تفصیل جاننے کے لئے صوتیات کی کتابوں سے رجوع کیا جائے۔)

حروف تہجی کی ترتیب کی اگر بات کریں تو مختلف ماہرین نے ان کو صوری اور ترکیبی ترتیب میں مختلف گروپوں میں تقسیم کیے ہیں۔ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ نے صوری ترتیب میں حروف تہجی کو گیارہ (۱۱) گروپوں میں اور ترکیبی ترتیب میں سات گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔پروفیسر نذیر احمد ملک نے پانچ گروپ بنا کر مزید ذیلی گیارہ گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔[۱۱]

علی رفاد فتیحی نے اُردو حروف کو ان شکلوں کے اعتبار سے چھ(۶) گروپوں میں تقسیم کیا ہے[۱۲]

ڈاکٹر خلیل بیگ صاحب نے مذید حروف تہجی کو چھ پروٹو شکلوں میں تقسیم کیا ہے۔اُردو کے حروف کھڑی، پڑی اور ترچھی لیکروں نیز دائروں اور نیم دائروں یا ان کے میل سے تشکیل پاتے ہیں۔ان شکلوں کو اُردو حروف تہجی کی ماقبل یا پروٹو شکلیں کہہ سکتے ہیں:

(۱)۔کھڑی لکیر۔ا=ام

(۲) پڑی لکیر =۔ب پ ت ٹ ث ف

(۳) ترچھی لکیر:۔/ =رڑزژو

(۴) دائرہ۔=ج چ ح خ ع غ

(۵) نیم دائرہ۔(=دڈذ

(۶) نیم دائرہ (دامن نما) ں= س ش ص ض ن ی ق

اُردوزبان اوراس کے حروف تہجی بیسوں خوبیوں کی مالک ہے۔چند ایک کا ذکر اجمالاً کرتا ہوں۔

(۱) اُردو حروف میں ہر قسم کی آواز کے ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

(۲) یہ دائیں سے بائیں جانب لکھی جاتی ہے۔

(۳) جسے اُردو زبان پر قدرت حاصل ہوا ُسے مذید کم سے کم دوزبانیں عربی اور فارسی سیکھنی آسان ہوجاتی ہے۔

(۴) اُردو حروف لکھنے میں کم جگہ گھیر تے ہیں۔

(۵) لکھنے میں وقت کم صرف ہوتا ہے۔

(۶) صوری لحاظ سے کئی حروف ہم شکل ہیں اس لئے صرف نقطوں کے اوپر نیچے لگانے سے حروف میں فرق کیا جاسکتا ہے۔

(۷) دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمونے کی طاقت رکھتی ہے۔

(۸) حروف تہجی کی ایک اہم خوبی اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس سے ہندسوں کا م لیا گیا ہے۔

ہندسوں سے کام لینا عربی اور فارسی میں ایک قدیم رسم ہے۔اگرکسی واقعے کی تاریخ،تاریخ پیدائش یاوفات وغیرہ کوکسی لفظ، جملے یا مصرے سے ظاہر کرنا مقصود ہوتو حرفوں سے ہندسوں کا کام لیا جا تا ہے۔کہتے ہیں کہ ہندوٗں نے صرف صفر سے نوتک کے دس ہندسوں کے ذریعے دنیا بھر کے عددوں کے ظاہر کرنے کی عجیب ترکیب نکالی ہے۔مسلمانوں نے بھی ان حرفوں کے ذریعے سے ہزاروں تک عددوں کو ظاہر کرنے کی کارآمد تدبیر نکالی ہے۔یہ کل اٹھائیں حروف ہیں۔جنہیں حروف ابجد کہا جا تا ہے۔ان حروف کو آٹھ لفظوں میں لفظوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔جن میں چار چوحرفی ہیں چار سہہ حرفی۔ترتیب حسب ذیل ہے۔ابجد۔ہوز۔حطی۔کلمن۔سعفص۔قرشت۔ثخذ۔ضظغ۔

اب ہم ان حروف کو اسی ترتیب سے علاحدہ لکھ کر ہر ایک کی قیمت اس کے نیچے لکھ دیتے ہیں۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۰

ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ہندی اور فارسی حروف کی عددی قیمت وہی ہوتی ہے جو ان کے ہم شکل اور ترتیب تہجی میں سے آنے والے حوفوں کی ہوتی ہے۔

اُردو حروف تہجی کی اتنی خوبیوں کے باوجود اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں جس کے سبب مبتدی الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ایک آواز کے لئے کئی حروف ہیں۔

سب سے پہلے یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ دنیا کی کوئی ایسی زبان نہیں جو ہر طرح سے کامل ہو۔ ہر زبان میں کوئی نہ کوئی نقص پایا جاتا ہے۔ یعنی یا تو ہر آواز نکالنے کے لئے حروف موجود نہیں یا ایک ہی آواز کیلئے کئی حروف ہیں یا صوتی لحاظ سے ایک آواز کے لئے کئی حروف ہیں۔ آخر الذکر دشواریاں اُردو زبان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ آئیے پہلی دشواری پر ایک سرسری نظر ڈال کر اس کا حل نکالنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ پندرہ حروف تہجی لکھتے وقت مکمل طور پر نہیں بدلتے بلکہ صرف مختصر ہو جاتی ہیں اور ان حروف کا سرا پورا پورا لکھا جاتا ہے۔ ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ س۔ ش۔ص۔ض۔ع۔غ۔ف۔ق۔ک۔گ۔م

مندرجہ ذیل حروف کی شکلیں نہیں بدلتیں۔

ا۔ط۔ظ۔و۔

مندرجہ ذیل حروف کی شکلیں کبھی بدل جاتی ہیں اور کبھی نہیں بدلتیں

ب۔پ۔ت۔ٹ۔ث۔د۔ڈ۔ذ۔ر۔ڑ۔ز۔ل۔ن۔ہ۔ی

یہ پندرہ حروف ہیں مگر ہم شکل ہونے کے لحاظ سے صرف سات ہیں۔

یعنی ب۔د۔ر۔ل۔ن۔ہ۔ی

بس ان ساتھ حرفوں کی شکل کی پہچان کرنا یا کرانا کوئی مشکل بات نہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اُردو مخلوط زبان ہے اس پر فارسی اور عربی کے زبردست اثرات ہیں۔اس لئے کثرت سے خاص طور پر عربی زبان کے الفاظ اُردو زبان میں موجود ہیں۔چنانچہ۔ز۔ذ،ض،ظ، چار الگ الگ حروف ہیں لیکن ان کی آواز قریب قریب یکساں ہے اسی طرف ’ط‘ اور ’ت‘ ’س‘ اور ’ص‘ اور ’ث‘ کی آوازیں یکساں ہیں۔مثلاً۔طیار۔تیار،سطر۔ستر،صدا۔سدا،سورت۔صورت نذیر۔نظیر،حل۔ہل وغیرہ

الفِ مقصورہ وممدودہ: اُردو میں ہر ایک الف (ا) چاہیئے ساکن ہو یا متحرک،شروع میں ہو یا بیچ میں یا آخر میں الفِ مقصورہ ہی ہوتا ہے۔اس الف کو الف ممدودہ کے برعکس کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا۔جیسے اَب، اندر، احسان کا الف۔الف ممدودہ وہ الف ہے جس پر مد (ٓ) ہو۔یہ الف دو الف کے برابر ہوتا ہے۔اور عروض میں اسی لئے الف ممدودہ کو بڑی آواز اور الف مقصورہ کو چھوٹی آواز کے برابر مانا جاتا ہے۔جیسے آ، بروزنِ فاع اور اب، بروزنِ فا۔عربی میں الف کی متحرک صورت کو ہمزہ کہا جاتا ہے۔اسی لئے ’’تامل‘‘ لفظ کو عربی میں ’’تأمل‘‘ لکھا گیا ہے۔متعدد پُرانی مطبوعہ کتابوں میں الف ممدودہ کو مد کے بغیر دو الف سے لکھا گیا ہے۔جیسے اب، اآتش وغیرہ۔شیرانی صاحب نے بھی اپنی مشہور تحقیقی کتاب ’’پنجاب میں اُردو‘‘ میں لکھا ہے۔کہ گجرات میں بارھویں صدی ہجری کی ابتداء میں ’’الف ممدودہ‘‘ دو الف کی شکل میں لکھا جاتا تھا۔

نونِ غنہ: جس نون کی آواز بھنبھنا کر ناک سے ادا کی جائے اُسے نونِ غنہ کہتے ہیں۔اس کی شکل ن کی ہی طرح ہوتی ہے البتہ لفظ کے آخر میں استعمال ہوتے وقت اس پر نقطہ نہیں ڈالا جاتا جیسے جہاں، کہاں، سماں وغیرہ۔اس صورت میں یعنی جب نون غنہ لفظ کا آخری حرف ہو تو اُس سے پہلا حرف ضرور حرفِ علت ہوگا۔مگر جب نون غنہ لفظ کا آخری حرف نہ ہو تو اس کے پہلے حرف علت کا ہونا ضروری نہیں آتا بھی ہے نہیں بھی آتا جیسے رانڈ، رنگ وغیرہ۔(قواعد اُردو، از پروفیسر فدا علی خان مرحوم)اور جب لفظ کے درمیان میں استعمال ہوتی ہے۔تو اس کی ٹوٹی ہوئی شکل پر یہ علامت (v) ڈالی جاتی ہے۔مثلاً بنگلور، سانپ، پونچھ وغیرہ۔بعض اوقات کسی لفظ میں ’نون‘ کے بعد ’’ب‘‘ آئے نون کی آواز م میں بدل جاتی ہے۔لکھنے میں تو ’نون‘ ہی آتا ہے۔البتہ پڑھا م جاتا ہے۔جیسے۔گنبد، جنبش، دُنبہ وغیرہ۔کہیں یہ قاعدہ بقول ’’اُردو املا‘‘ کے مصنف رشید حسن خان عربی و فارسی الفاظ تک ہی محدود ہے دوسری زبانوں کے لفظوں میں میم ہی لکھا جائے گا۔مثلاً کھمبا، اچمبھا وغیرہ ۱۳۔اس کی تین قسمیں ہیں،

ہائے ملفوظ، ہائے مخلوط، ہائے مختفی۔

ہائے ملفوظی یا اصلی: وہ ہے (ہ) جو خوب کھل کر آواز دے اور واضع تلفظ میں آئے۔تحریر میں اس کی چار شکلیں ہیں جب لفظ کے شروع میں آئے گی۔مثلا۔ ہاں، ہادی وغیرہ تو اس کی شکل اس طرح ( ) ہوگی۔یعنی ب کا شوشہ اور اس کے نیچے لٹکن۔

جب یہ لفظ کے بیچ میں آئے گی۔مثلاً، بہت، بہو، بہن وغیرہ تو اس کی شکل کہنی دار ہوگی ( ) اور جب یہ آخر میں آئے گی اور اس سے پہلے ایسا حرف ہوگا جو اس سے جُڑا ہوا ہو تو اس کی صورت ہائے مختفی کی طرح ہوتی ہے مگر یہاں ضرور اس کے نیچے شوشہ ڈالا جاتا ہے۔جیسے جگہ، کہ، مُنہ وغیرہ۔

اور جب لفظ کے آخر میں مفرد صورت میں استعمال ہوتی ہے تو اس کی شکل اپنی اصل شکل (ہ) کی طرح ہوتی ہے۔مثلاً راہ، چاہ، غبارہ وغیرہ۔

ہائے مختفی: ہائے مختفی ایک طرح کی علامت ہے جس کا کام لفظ کے آخر میں حرف مقابل کی حرکت کو ظاہر کرنا ہے۔عربی اور فارسی کا کام لفظ کے آخر میں حرف ماقبل کی حرکت کو ظاہر کرنا ہے۔عربی اور فارسی الفاظ میں اس کا بہت زیادہ استعمال ہے۔ جیسے، غنچہ، درجہ، کشتہ وغیرہ البتہ دیسی الفاظ میں اب اس کو الف سے لکھنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے جیسے بھروسا، اڈا، دھوکا، گھونسلا، بنجارا وغیرہ شہروں، ملکوں اور جگہوں کو بھی اُسی طرح لکھنے کی تجاویز پیش کی گئیں ہیں جس طرح وہ رائج ہیں۔مثلاً، کلکتہ، پٹنہ، انبالہ، امروہہ، افریقہ، امریکہ وغیرہ۔

ہائے مخلوط: اسے ہائے دوچشمی (ھ) بھی کہتے ہیں۔ یہ دوسرے حروف سے مل کر آواز دیتی ہے۔انہیں مرکب حروفِ تہجی بھی کہا جاتا ہے۔ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ کے نزدیک یہ محض ایک علامت ہے، حرف نہیں۔(آئے اُردو سیکھیں صفحہ۵۳)'املا نامہ' میں رشید حسن خان صاحب نے ان کی تعداد سولہ (۱۶) بتائی ہیں۔(صفحہ۳۲۳) ہائے مخلوط اور ہائے ملفوضی کو خلط ملط کرنے سے ایک طرح کی بے راہ روی پھیلی ہے۔اس پر قابو پانے کے لئے انجمن ترقی کی کمیٹی اصلاح رسم الخط پر ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کی سفارشات کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

ہمزہ (ء): اُردو کے حروف ہجا میں سب سے بحثیں ہمزہ (ء) پر ہوتی ہیں۔رشید حسن خان نے ہی ''املا نامہ'' میں اس کی بحث پر (۹۸) صفحات سیاہ کیے ہیں۔عربی میں الف ساکن یعنی اُس الف کو جو اعراب کا محل نہ ہو الف کہتے ہیں اور متحرک کو جو مثلِ اور سب حرفوں کے بغیر اعراب کے آواز نہیں دینا ہمزہ کہتے ہیں۔عربی میں ہمزہ کی دو شکلیں ہیں۔ا۔ عین بلا

دائرہ (ء) اور (۲) الف منحنی یعنی (ٗ) ۔قواعد اُردو از پروفیسر فدا علی خان صاحب میں ہمزہ کی شکل پر ایک لطیفہ لکھا گیا ہے کہ ایک بادشاہ کو خالصہ نامی ایک لڑکی سے سخت محبت تھی۔ ایک دفعہ ابونواس جو بادشاہ کا درباری شاعر تھا خلیفہ کے مدح میں قصیدہ لے کر پہنچا مگر بادشاہ اس وقت اختلاط میں مشغول تھا اور شاعر کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا۔شاعر کو یہ ناگوار گذرا اور وہاں سے نکلتے وقت کمرہ کے دروازے پر یہ شعر لکھا ؎

لقد ضاع شعری علی بابکم

کما ضاع عقد علی خالصہ

(ترجمہ) آپ کے در دولت پر میرا شعر ضائع ہوا۔اُسی طرح جس طرح آپ خالصہ پر ضائع ہوئے۔

خلیفہ کے ملازموں میں سے کسی کی اس پر نظر پڑ گئی اور جھٹ چغلی کھائی۔ بارگاہ خلافت سے شاعر کی طلبی ہوئی۔ وہ تاڑ گیا اور جب باب عالی پر پہنچا تو دونوں مصرعوں میں ضاع کے عین کے دائرے کو مٹا کر داخل ہوا۔ بادشاہ نے غصے سے پوچھا کہ دروازے پر کیا شعر لکھ گئے ہو تو شاعر نے کہا ؎

لقد ضاء شعری علٰی بابکم

کما ضاء عقد علی خالصہ

(ترجمہ) آپ کے در دولت پر میرا شعر یوں چمکا۔جس طرح آپ خالصہ پر چمکے۔

ماہرین اُردو لسانیات میں سے چند نے اسے حرف میں شمار کیا ہے اور چند نے صرف علامت۔ جبکہ بعض جگہ یہ بطور حرف استعمال ہوتا ہے اور بعض جگہ بطور علامت۔ مثلاً۔ آئینہ، سائل، بائبل، مسئلہ وغیرہ الفاظ میں یہ حرف استعمال ہوا ہے اور جلوہٗ، نغمۂ وغیرہ الفاظ میں یہ بطور علامت استعمال ہوا ہے۔تفصیلات جاننے کے لئے اُردو کی اصلاحِ رسم الخط کی کمیٹی کے سفارشات اور دوسرے کُتبِ اُردو لسانیات کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

بناؤ بگاڑ کے لحاظ سے حروف کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں۔حروف علت اور حروف صحیح۔ حروفِ علت وہ حروف کہلاتے ہیں ۔جو دوسرے حروف کو ملا کر آواز قائم کرنے کے لئے آتے ہیں جو بغیر ان حروف کے آپس میں مل کر آواز پیدا نہیں کر سکتا وہ حروف صحیح کہلاتے ہیں۔[۱۴]

فدا علی خان صاحب حروف علت اور صحیح کی تعریف یوں کرتے ہیں:-

''اُردو کے حروف تہجی سوائے تین چار کے ہمیشہ اچھے ہٹے کٹے رہتے ہیں۔ نہ کبھی لڑکھڑائیں نہ ٹھوکر کھائیں، نہ گریں نہ پڑیں برابر جوں کے توں حی وقائم رہتے ہیں ان کو حروف صحیح کہتے ہیں۔صرف تین چار حروف برابر لتاڑ اور اکھاڑ پچھاڑ میں رہتے ہیں۔کہیں گرے، کہیں اُٹھے، کہیں ڈولے، کہیں اچھلے، کہیں مرے، کہیں جیئے، ہمیشہ تناسخ میں پڑے جُونیں بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی گہنگاروں کی روحوں کی طرح نِروان کے درجہ تک نہیں پہنچتے۔ان کو حروفِ علت کہتے ہیں۔[۱۵]

عربوں کے نزدیک حروف علت تین ہیں (ا۔و۔ی)۔عبرانیوں نے ہمزہ کو بھی حروف علت میں شمار کیا ہے۔فداعلی کے نزدیک ہائے ہوز بھی حروف علت میں شمار ہونے کے لائق و مستحق ہے۔

اُردو کے حروف علت دو قسم کے ہیں ایک محض علامات (اعراب) دوسرے اصل حروف (یعنی ا۔و۔ی) اعرابی علامات بھی دراصل اپنی حروف کی مختلف صورتیں ہیں۔اس طرح اُردو میں مُصوتوں (حروفِ علت وحرکات) کی مکمل تعداد دس ہیں۔ تین مصوتی اعراب، تین آوازیں ''واؤ'' کی، تین آوازیں ''ے'' کی اور ''الف''۔

مصوتی اعراب: زبر (َ) زبر کے معنی اوپر کے ہیں چونکہ یہ علامت حروف کے اوپر ہوتی ہے اس لئے اسے زبر کہتے ہیں۔

عربی میں اس کو فتح کہتے ہیں۔فتح کے معنی کھولنے کے ہیں۔یعنی آواز کھل کر نکلتی ہے۔اور جس حرف پر یہ حرکت ہو اس کو مفتوح کہتے ہیں۔اگر زبر کی آواز بڑھادیا جائے تو یہ الف کی آواز دیتی ہے۔عربی میں اس کو فتح اشباعی اور اُردو میں کھڑی زبر کہتے ہیں۔

۲۔ زیر (ِ) زیر کے معنی نیچے کے ہیں۔چونکہ یہ حرکت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے اس لئے اسے زیر کہتے ہیں۔عربی میں اسے کسرہ کہتے ہیں۔جس کے معنی توڑنے کے ہیں۔جس حرف کے نیچے یہ نشانی ہو اُسے مکسور کہتے ہیں۔اگر زیر کی آواز لمبی کرنی مقصود ہو تو اس کی شکل (ا) ہو جاتی ہے۔اس کو عربی میں کسرا شباعی اور اُردو میں کھڑی زیر کہتے ہیں۔

۳۔ پیش (ُ): پیش کے معنی سامنے یا آگے کے ہیں۔عربی میں اس کو ضمہ کہتے ہیں اور جس حرف پر یہ حرکت ہو اُس کو مضموم کہتے ہیں۔عربی میں ضمہ کے معنی ملانے کے ہیں۔اگر پیش کی آواز کو لمبا کرنا مقصود ہو تو اس کی علامت (ٗ) ہو جاتی ہے۔اس کو عربی میں ضم اشباعی کہتے ہیں اور اُردو میں اُلٹا پیش۔(اس کے پہلے والے حرف پر ہمیشہ پیش ہوتی ہے)۔اس واو پر اُلٹا پیش (ٗ) لکھا جاتا ہے۔مثلاً۔دؤر، چؤر، پھؤل، دھؤل وغیرہ۔

واو کی تین آوازیں :

۱۔ واوٴ معروف: (وُ) یہ وہ واو ہوتا ہے۔ جو پوری اور بھری ہوئی آواز دیتا ہے۔

۲۔ واو مجہول (و):اس کی آواز ہلکی اور کھلی ہوتی ہے۔ یہ ساکن ہوتا ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر بھی حرکت نہیں ہوتی (اس کی کوئی علامت نہیں ہوتی) مثلاً: مول، چور، بول وغیرہ۔

۳۔ واوٴ ماقبل مفتوح: (َ و) وہ واو جس کے پہلے والے حرف پر زیر ہوتی ہے جیسے (دَود، طَور، جَو رو غیرہ)۔

ے کی تین آوازیں

۱۔ یائے معروف: (ی) یہ وہ ''ے'' ہے جو کھل کر آواز دیتی ہے۔ یہ ہمیشہ زیر کے بعد آتی ہے۔ یائے معروف گول (ی) لکھی جاتی ہے۔ یائے مجہول سے امتیاز کرنے کے لئے اس کے نیچے زیر ڈالی جاتی ہے۔ مثلاً (دہِن، تیِر، مِیل وغیرہ)

۲۔ یائے مجہول: وہ ''ے'' جو کھل کر آواز دے۔ اس سے پہلے ہمیشہ غیر متحرک حرف آتا ہے۔ یائے مجہول لمبی اور پڑی ہوئی صورت (ے) میں لکھی جاتی ہے۔ اس کی کوئی علامت نہیں مثلا دین، دیر، میرا وغیرہ۔

۳۔ یائے ماقبل مفتوح: (یٖ) اس ''ے'' سے پہلے حرف پر 'زبر' ہوتی ہے۔ جیسے۔ بَین، دَیر، پَیر وغیرہ۔

گوپی چند نارنگ نے ''املا نامہ'' میں زیر، زبر اور پیش کو چھوٹے یا خفی مصوتوں اور واو معروف اور یائے معروف کو طویل مصوتوں کا نام دیا ہے۔ ۱۶

ماقبل مفتوح آوازوں کو واو لین اور یائے لین بھی کہتے ہیں۔

یائے مجہول اور واو مجہول کی آواز عربی میں نہیں آتی اس لئے عربوں نے اس کا نام مجہول یا عجمی رکھا۔ مجہول نامعلوم کو کہتے ہیں۔ اُردو میں اس ''ے' اور 'و' کو دوسرا نام دینا چاہئے کیونکہ اُردو میں ان کی آوازیں معروف ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ قواعد اُردو۔ صفحہ ۲۸

۲۔ دریائے لطافت۔ صفحہ ۳۱

۳۔ اُردو کیسے پڑھائیں۔ صفحہ ۲۱

۴۔ تدریس اُردو صفحہ۳

۵۔ قواعد اُردو۔ صفحہ۲۹

۶۔ قواعد اُردو۔ صفحہ۵۱

۷۔ نگار اردو۔ صفحہ۳۲

۸۔ قواعد اردو۔ صفحہ۵۲

۹۔ آیئے اُردو سیکھیں۔ صفحہ۴۷

۱۰۔ اردو رسم الخط کا جائزہ۔ بک آف ماڈیولز۔ ڈائٹ سوپور۔ صفحہ ۱۷

۱۱۔ اُردو لسانیات۔ صفحہ۴۷

۱۲۔ اُردو املا حصہ ۱۷۹

۱۳۔ قواعد اُردو، مولوی عبدالحق صفحہ۲۳

۱۴۔ قواعد اُردو صفحہ۶۱

۱۵۔ املا نامہ۔ صفحہ نمبر ۹۹

☆☆☆

رابطہ

ڈاکٹر فیض قاضی آبادی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اعلیٰ تعلیم، حکومت جموں و کشمیر

فون نمبر: 9622706839

drfaiazqaziabadi313@gmail.com